امام المحدثین مفتی سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا جان

حضرت میاں صاحب مولانا پیر سید نثار علی شاہ رضوی مشہدی الوری کا تذکرہ بنام

تذکرۂ میاں صاحب الوری
رحمۃ اللہ علیہ

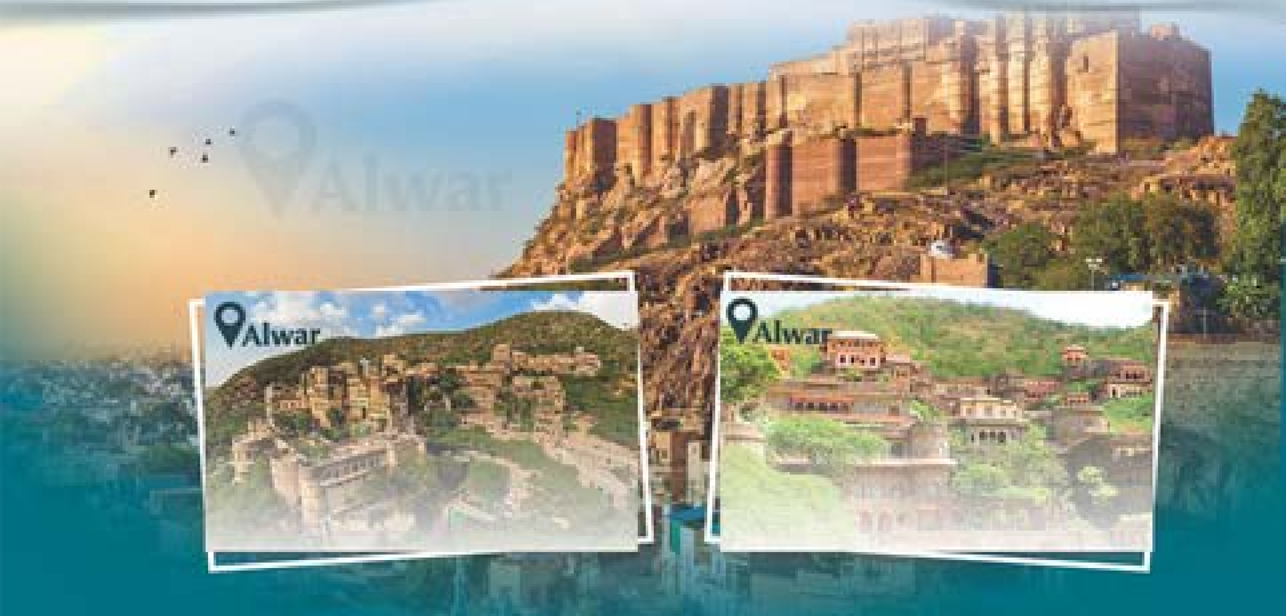

پیشکش

شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ
عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(مستطرف، ج1، ص40 دار الفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : **تذکرۂ میاں صاحب الوری** رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف : مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی (رکن مرکزی مجلس شوریٰ دعوتِ اسلامی)

تعاون : دعوتِ اسلامی کے شب و روز (News Website Of Dawateislami)

صفحات : 24

اشاعتِ اول: (آن لائن): صفر المظفر ۱۴۴۳ھ، ستمبر 2021ء

shaboroz@dawateislami.net

For More Updates
news.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

امام المحدثین مفتی سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا جان حضرت میاں صاحب مولانا پیر سید نثار علی شاہ رضوی مشہدی الوری کا تذکرہ بنام تذکرۂ میاں صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ

شیطان لاکھ سستی دِلائے یہ رسالہ (24 صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

تذکرۂ میاں صاحب الوری

کچھ لوگ معاشرے میں خیر کو عام کرنے، عوام کی مشکلیں حل کرنے اور لوگوں کو نورِ ہدایت سے منور کرنے کا سبب ہوتے ہیں انہی ہستیوں میں سے الور[1] کے ایک پیرِ طریقت اور عالمِ دین حضرت مولانا پیر سیّد نثار علی شاہ رضوی مشہدی قادری چشتی المعروف میاں صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو امام المحدثین حضرت علامہ مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رضوی مشہدی الوری صاحب[2] کے چچا جان اور مربی (تربیت کرنے والے) ہیں، اس رسالے میں ان کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔

پیدائش ونسب

عالمِ باعمل، میاں صاحب الوری حضرت مولانا پیر سید نثار علی شاہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سادات گھرانے میں غالباً 1245ھ مطابق 1830ء[3] کو ہند کی ریاست راجستھان[4] کے قصبے موج پور[5] تحصیل لچھمن گڑھ، ضلع الور

1...... معجم کبیر، حسن بن حسن بن علی عن ابیہ، ۳/۸۲، حدیث:۲۷۲۹۔

www.dawateislami.net

میں ہوئی، آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا سید محمد تقی رضوی مشہدی[6] رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ سادات کے عظیم فرد، عالمِ دین اور رہنمائے قوم تھے۔[7] آپ کا خاندانی سلسلۂ نسب یہ ہے: میاں صاحب سیّد نثار علی شاہ رضوی، احمد میاں سیّد محمد تقی رضوی، سیّد عبد الوہاب اربع رضوی، سیّد اسماعیل رضوی، سیّد یوسف رضوی، سیّد عبد الوہاب ثالث رضوی، سیّد سعید الدین رضوی، سیّد عبد الکریم رضوی، سیّد محمد رضوی، سیّد عبد الوہاب ثانی رضوی، سیّد احمد رضوی، سیّد رفیع الدین احمد رضوی، سیّد عبد الوہاب اول رضوی، سیّد محمد رضوی، سیّد ابو المکرم رضوی، سیّد محمد غوث رضوی، سیّد جلال الدین سرخ بخاری، سیّد علی ابو المؤید رضوی، سیّد جعفر رضوی، سیّد محمد رضوی، سیّد احمد رضوی، سیّد محمود رضوی، سیّد عبد اللہ رضوی، سیّد علی اصغر رضوی، سیّد جعفر رضوی، سیّد امام ہادی نقی، سیّد امام محمد تقی، سیّد امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم مشہد مقدس، ایران۔[8]

خاندان کا تعارف

میاں صاحب کے آباء و اجداد ایران کے شہر مشہد سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے خاندان کے سربراہ حضرت سیّد اسماعیل قادری مشہدی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے دسویں سنِ ہجری میں مشہد سے بلگرام[9]،وہاں سے فرخ آباد[10] اور پھر ریاستِ الور میں سکونت اختیار کی۔[11] حضرت سیّد اسماعیل قادری شاہجہاں کے دورِ حکومت[12] میں حیات تھے، فی سبیل للہ خدمتِ دین اور لوگوں کو دینی تعلیم دینے کی وجہ سے بادشاہ شاہجہاں نے حضرت سیّد اسماعیل رضوی قادری صاحب کو کچھ بیگھہ زرعی زمین بطور تحفہ پیش کی تھی، آپ کا مزارِ پُر انوار الور شہر کے باہر تعمیر کیا گیا۔ میاں صاحب کے والد صاحب حضرت مولانا سید محمد تقی رضوی قادری المعروف احمد میاں صاحب بڑے عالم، زاہد اور عبادت گزار تھے۔[13]

تعلیم و تربیت

میاں صاحب نے علمِ دین اپنے والدِ گرامی مولانا سید محمد تقی رضوی احمد میاں صاحب اور دیگر معاصر علما سے حاصل کیا، آپ بچپن سے ہی کم گو، عبادت میں مگن رہنے والے، روزہ نماز کے پابند، سنتوں کے عامل اور ذکر و اذکار میں مصروف رہنے والے تھے، اکثر وقت تنہائی میں گزارتے، عبادت کے لیے دور دراز کے پہاڑوں میں چلے جاتے اور مجاہدوں میں مصروف رہتے، یوں آپ نے سلوک کی کچھ منازل طے کیں، اس کے بعد مزید روحانی ترقی کے لیے اللہ پاک کی جانب

سے کرم ہوا اور آپ کی غیبی مدد کی گئی، بے شک جو کوشش کرتا ہے، اللہ پاک کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے، عربی مقولہ ہے کہ مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اُس نے پالیا، چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مَیں نے خیال کیا کہ میری منزل مقصود بہت دُور ہے، میرا اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے، میں کچھ مایوس ہونے لگا، کسی نے مجھ سے کہا کہ یوں دُرِ مقصود (کامیابی کا موتی) حاصل نہ ہو گا تم بھرت پور جاؤ، وہاں سے یہ سب کچھ تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ (14)

سلسلہ قادریہ میں بیعت وخلافت

میاں صاحب نے رختِ سفر باندھا اور بھرت پور (15) روانہ ہوگئے، اس زمانے میں بھرت پور میں حضرت میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی المعروف شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ (16) کی بزرگی کا شہرہ تھا، آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوگئے، غازی صاحب نے آپ کو کمال شفقت سے اپنے قریب بیٹھایا اور فرمایا: تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔ یہ فرماکر سلسلہ عالیہ قادریہ راجشاہیہ میں بیعت کیا، ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت عطافرماکر رخصت کیا۔ آپ کا سلسلہ طریقت یہ ہے: میاں صاحب حضرت مولانا پیر سید نثار علی رضوی قادری راجشاہی، شیخ کمال میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی، فرد وقت حضرت میاں راج شاہ قادری (17) قطبِ عالم حکیم محمد اسماعیل مہمی قادری شہید (18)، خواجہ مجاہد حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی قادری (19)، جامع شریعت وطریقت حضرت شاہ بدرالدین اوحد قادری (20)، ناصر الملّت وَالدِّین حضرت مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی قادری (21)، حضرت شاہ خوب اللہ یحییٰ الہ آبادی قادری (22)، تاج العارفین شیخ محمد افضل الہ آبادی قادری (23)، سیّدالاولیاء حضرت سید محمد ترمذی کالپوی قادری (24) اس کے آگے شجرۂ قادریہ پاک وہند میں معروف ہے۔ (25)

بیعت کے بعد مجاہدے

میاں صاحب مادرزاد ولی اللہ تھے، شیخ کمال حضرت میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے آپ کے عشقِ الٰہی کو مزید بھڑکا دیا اور آپ کے مجاہدوں میں اضافہ ہو گیا، آپ کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی (26) فرماتے ہیں: آپ (میاں صاحب) چاند پہاڑی کے غار میں معتکف تھے، یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں دن میں شیر دھاڑتا اور درندے بھیڑ بکریوں کی طرح پھرتے مگر آپ ان سے خائف نہ ہوتے، نہ ہی وہ جانور آپ کو گزند (تکلیف)

www.dawateislami.net

پہنچاتے، حالتِ اعتکاف میں سرکار (مرشد کامل) کی غذا لاہوری نمک ہوتی، روزہ اسی سے افطار کرتے اور کوئی چیز نہ کھاتے بلکہ لاہوری نمک تین دفعہ چاٹ لیتے، آپ کا یہ دور 12 سال جاری رہا۔[27]

سلسلہ چشتیہ صابریہ سے فیضان کا حصول

میاں صاحب غالباً 1265ھ مطابق 1849ء کو کلیر شریف[28] ضلع ہردوار، اُتراکھنڈ ہند تشریف لے گئے، وہاں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی صاحب[29] سے ہوئی۔ آپ ان کی خدمت میں چھ ماہ رہے، خواجہ صاحب نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے نوازا۔[30] سلسلہ چشتیہ صابریہ میں آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے: میاں صاحب حضرت مولانا پیر سید نثار علی رضوی قادری چشتی، حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی، حضرت خواجہ خدا بخش لکھنوی[31] حضرت مولانا خواجہ شاہ عبد الرحمٰن موحد لکھنوی[32] حضرت خواجہ شاہ نور الہدیٰ منگلوری[33] حضرت خواجہ مفتی محمد سلیم الدین منگلوری[34] حضرت خواجہ محمد یوسف سامانہی[35] حضرت خواجہ محمد ابراہیم مرادآبادی[36] حضرت خواجہ محمد صادق گنگوہی[37] حضرت خواجہ ابو سعید گنگوہی[38] اس کے آگے شجرۂ چشتیہ صابریہ پاک وہند میں معروف ہے۔[39]

جذب کی کیفیت

سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت حاصل کرنے کے بعد میاں صاحب پر جذب کی کیفیت کا غلبہ ہوگیا، آپ عرصہ دراز تک کُنجَلی بَن[40] کے جنگل میں مجاہدوں اور مراقبوں میں مگن رہے پھر اپنے وطن تشریف لے آئے مگر آتشِ عشق تھی کہ بڑھتی چلی گئی، بعض اوقات آپ گھر سے باہر چلے جاتے اور گھر والوں کو خبر نہ ہوتی کہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کیفیت تقریباً سات سال آپ پر طاری رہی۔[41]

جذب کی کیفیت میں افاقہ

آپ جب اس طرح گھر سے لاپتہ ہوجاتے تو آپ کے برادر متقی، صوفی وصافی حضرت خواجہ سیّد نجف علی شاہ[42] رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ آپ کو تلاش کرتے، تخمیناً 1272ھ مطابق 1856ء میں معلوم ہوا کہ آپ ایک پہاڑ کے غار میں معتکف ہیں، چنانچہ وہاں جاکر دیکھا تو آپ کی کیفیت عجیب تھی، ان کو وہاں سے لایا گیا اور حضرت خواجہ غلام رسول صابری رحمۃ اللہ علیہ سے حال عرض کیا، خواجہ صاحب کی توجہ سے آپ کی وہ کیفیت آہستہ آہستہ ختم ہوگئی اور آپ سلوک میں جلوہ گر

ہوئے اور لوگ آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے لگے۔(43)

علاقۂ میوات میں آپ کی خدمات

میاں صاحب نے علاقۂ میوات(44) میں نیکی کی دعوت کا سلسلہ شروع فرمایا، جوق دَرجوق لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے لگے، بے نمازی نمازی بن گئے، علم سے بے بہرہ علم سے سیر اب ہونے لگے، اللہ کی ناراضی کے کاموں میں اپنی زندگیاں برباد کرنے والے رُشد وہدایت کی شاہراہ پر چل کر لوگوں کے رہنما بن گئے، کئی بااثر لوگ بھی آپ کے مرید ہوئے۔(45)

موج سے الور منتقلی

نواب حافظ نشاط علی خان صاحب میاں صاحب کے مرید اورریاست الور کے راجہ کے اتالیق ومشیر اور صاحبِ حیثیت اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے، ان کا لقب ''نواب ناظر'' تھا۔(46) ان کی رہائش ریاست کے دارالحکومت الور میں تھی، یہ الور سے آپ کے پاس آتے اور کئی کئی دن آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے، انہوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ الور تشریف لے چلیں، وہاں دین کی خدمت کے مواقع زیادہ ہیں، ان کی درخواست کی تائید استاذالعلماء مولانا سیّد ضامن علی زیدی(47) حافظ عبد العزیز☆نواب جہاں داد خاں اور ☆نواب عبد الرحیم(48) وغیرہ نے بھی کی، چنانچہ آپ کا خاندان تقریباً1274ھ مطابق 1858ء کو موج پور سے الور منتقل ہوگیا، آپ نے محلہ دائرہ میں قیام کا فیصلہ کیا کیونکہ وہاں اکبری دور کے عظیم محدث وعالم حضرت شیخ مبارک شاہ الوری(49) رہا کرتے تھے، وہاں کی عظیم مسجد مرورِ زمانہ کے ساتھ ویران ہوچکی تھی اور غیر مسلموں کے پاس تھی، نواب حافظ نشاط علی خان کی کوشش سے 1265ھ مطابق1849ء میں اسے آزاد کرکے دوبارہ آباد کیا گیا۔(50) میاں صاحب کا مکان مسجد دائرہ سے متصل تھا، میاں صاحب اس مسجد میں نمازیں اور جمعہ ادا فرماتے تھے، آپ کی کوشش سے الور کے لوگ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نمازِ تہجد، اشراق چاشت اور اوابین کے عادی ہوئے، ذکرواذکار اور درود شریف کا وِرد لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوا، غرض آپ کی برکت سے الور میں مسلمانوں کے دِلوں میں نورِ علم وعرفان کی شمع روشن ہوئی اور گھر گھر اللہ ورسول کا ذکر اور چرچا ہونے لگا۔(51)

www.dawateislami.net

محدثِ الوری کے مزار پر حاضری

میاں صاحب کا معمول تھا کہ آپ اکثر بعد نمازِ عصر اور کبھی بعد نمازِ عشا داداجی میاں صاحب حضرت علامہ سید مبارک شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے، یہ مزار شریف اس زمانے میں شہر کی آبادی سے کچھ فاصلے پر تھا، آپ کے ہمراہ الور کی اہم شخصیات مثلاً مشہور خطاط منشی شاہ رحیم اللہ دہلوی[52]، حضرت حافظ عبد الغفور الوری[53]، استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی[54]، حکیم سید وزیر علی شیدا اکبر آبادی[55]، حضرت خواجہ سید عابد علی شاہ الوری[56]، خواجہ سید احمد مدنی الوری[57]، قاری عباد اللہ انصاری[58]، حضرت مولانا صوفی سید انوار علی شاہ الوری[59]، خواجہ مفتی سید زین العابدین الوری[60]، اور امام جامع مسجد الور[61]، مولانا حاجی وزیر محمد الوری اور قاری عبد السلام دہلوی[62] ہوتے تھے، مزارِ پُرانوار پر شریعت وطریقت اور سلوک ومنازل پر گفتگو وتبادلۂ خیال ہوتا اور خوب علم وعرفان کی بزم سجا کرتی تھی۔[63]

ولادتِ امام المحدثین کی بشارت

میاں صاحب الوری کے بھائی حضرت مولانا صوفی سید نجف علی رضوی قادری صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی، ایک دن آپ کی بھابھی ہمشیرہ سید مبارک علی شاہ نے آپ سے عرض کیا کہ سب کے کام کرتے ہو، ہماری مراد کب پوری ہوگی؟ فرمایا، جب میں چلّے سے فارغ ہوں تو بات کرنا، چنانچہ آپ 41 روز اپنے مکان محلہ دائرہ کی چھت پر بنائے گئے حجرے میں چِلّہ کش ہوگئے، دن کو روزہ رکھتے، نمک، پانی اور باجرے کی روٹی سے افطار کرتے، صرف نماز پنجگانہ کے لیے مسجد میں آتے، کسی سے ملاقات اور کلام نہ فرماتے، یوں 41 دن عبادت وریاضت میں گزارنے کے بعد ہمشیرہ مبارک علی سے فرمایا: "بیٹا پیدا ہوگا، دین کا چراغ، دیدار علی نام رکھنا۔"[64] دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کی ہمشیرہ نصیبہ خاتون نے آپ سے عرض کی: میاں صاحب! آپ کی بھاوج اور بھائی کی گود خالی ہے، باغِ نجف میں کوئی نہ پھل ہے نہ پھول، میاں صاحب نے فرمایا: ان شاءاللہ! باغ نجف میں وہ پھول ہوگا کہ جس کی مہک سے عرب وعجم معطر ہوں گے، مثلِ شمس چمکے گا، جس کی نورانیت سے ہند وپنجاب اور سندھ وبنگال چمکیں گے، اس کا نام سیّد دیدار علی رکھنا۔[65] چنانچہ

www.dawateislami.net

آپ کے بھتیجے امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری صاحب کی ولادت 1273ھ مطابق 1856ء بروز پیر محلہ نواب پورہ الور میں ہوئی۔ حضرت میاں صاحب حاملِ علمِ لَدُنّی تھے۔[66]

حج بیت اللہ کا سفر

1276ھ مطابق 1860ء میں میاں صاحب نے سفرِ حج کا ارادہ فرمایا، معززینِ الور مثلاً وزیرِ اعظم ریاست منشی میر عمو جان دہلوی[67] نواب حافظ نشاط علی خان[68] اور قاضی فیاض الدین منڈاوری[69] وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، انہوں نے راستے میں راہِ خدا میں ہاتھ کھول کر خرچ کیا، مکہ معظمہ میں الور ریاست کے نام سے زمین کا ٹکڑا لیا اور اس میں حُجاجِ کرام کے لئے مسافر خانہ (رباط) تعمیر کیا، جس میں حجاج قیام فرماتے، ان کی خوب خدمت کی جاتی اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا۔[70]

غیر مسلموں کا قبولِ اسلام

میاں صاحب کی اسلام کی سربلندی اور سنتوں کی احیاء کی کوششوں سے نہ صرف مسلمانوں کو دینی دنیاوی فوائد و ثمرات حاصل ہوئے بلکہ کئی غیر مسلم بھی میاں صاحب کے دستِ مبارک پر اسلام لائے اور دینِ اسلام کے نور سے منور ہوئے، ان میں کئی نامی گرامی لوگ بھی تھے، جیسے پنڈت لکھن لال، اس کا اسلامی نام محمد احمد رکھا گیا اور منشی شونراین کایستھ، جس کا نام غلام مصطفی رکھا گیا۔[71] یہی وجہ ہے الور میں آپ عوام وخواص میں مقبول و مرجع تھے۔

علماومشائخ سے روابط

میاں صاحب خوش اخلاق، ملنسار اور معاصر علماومشائخ سے رابطے میں رہتے تھے، جن علماومشائخ سے آپ کی خط وخطابت رہتی تھی، ان کے نام یہ ہیں: حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی[72]، فقیہ الہند حضرت مفتی رحیم بخش محمد مسعود مجددی دہلوی[73]، حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی[74]، خواجہ اخوند دوسی پشاوری[75]، خواجہ سید احمد علی شاہ کمبل پوش دہلوی[76] اور حضرت ننھا میاں قادری راجشاہی[77] رحمہم اللہ وغیرہ۔[78]

وصال کی خبر اور وصالِ پُرملال

www.dawateislami.net

یہ حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ جو بھی اس فانی دنیا میں آیا ہے اس نے ایک دن اس سے جانا ہے مگر کب جانا ہے عام لوگوں کو اس سے آگاہی نہیں ہوتی، البتہ بعض اللہ والے اپنی وفات کی خبر پہلے ہی دے دیتے ہیں، میاں صاحب کا شمار بھی ایسی ہستیوں میں ہے آپ نے اپنے بھتیجے مفتی سیّد دیدار علی شاہ صاحب کو ایک دن ارشاد فرمایا: ہمیں اتنا علم ہے کہ میرے انتقال کے وقت آپ الور میں نہ ہوں گے، بلکہ لاہور میں ہوں گے اور وہاں ہمارے انتقال کی خبر آپ کو ہوگی اورآپ وفات سے تیسرے دن یہاں پہنچیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، مفتی صاحب دارالعلوم نعمانیہ لاہور[79] میں تدریس کرتے تھے، میاں صاحب نے 6 شوال 1328ھ مطابق 11 اکتوبر 1910ء کو وصال فرمایا، مفتی صاحب حسبِ ارشادِ وصال کے تیسرے دن الور پہنچے۔ میاں صاحب کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے مکان کے باغیچے میں اپنی قبر کے لیے متعین کردہ جگہ میں دفنایا گیا، بعد میں مزار کی تعمیر کی گئی۔[80]

خلفا و جانشین

میاں صاحب کثیر الفیض تھے، بے شمار لوگوں نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، کئی سلوک کی منزلیں طے کرنے میں کامیاب ہوئے، کئی صاحب رُشدو ہدایت بن گئے، آپ کے خلفا کے نام یہ ہیں: ☆حضرت مولانا سید مبارک علی رضوی[81] ☆استاذ العلما مولانا سید ضامن علی زیدی[82] ☆مولانا مرزا مبارک بیگ صابری[83] ☆مولانا قاضی فضل الرحمٰن قادری ☆مولانا حاجی برکت اللہ بیگ ☆مولانا اشرف علی وکیل ☆مولانا قاضی نذیر الدین موج پوری ☆حافظ عبد العزیز ناظر جی[84] وغیرہ۔ آستانہ عالیہ نثاریہ قادریہ چشتیہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری[85] رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے، چنانچہ نشانِ رضویت حضرت علامہ سید محمد علی رضوی صاحب[86] تحریر فرماتے ہیں: آپ کی جانشینی وسجادیت حضرت علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد خطیب اعظم راجپوتانہ ومسجد وزیر خاں لاہور کو عطا فرمائی۔[87] اور مفسرِ قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صاحب 1345ھ مطابق 1927ء میں لاہور تشریف لے آئے تو حضرت مولانا سید مبارک علی حسنی رضوی صاحب ہر سال اپنے پیر ومرشد کا عرس منعقد کیا کرتے تھے۔[88]

حواشی و مراجع

(1)الور(Alwar)ہند کے صوبے راجستھان کا ایک اہم شہر ہے جو دہلی اور جے پور کے درمیان واقع ہے، یہ دہلی سے 150 کلومیٹر کے فاصلے پر جانب مشرق ہے، الور سے جے پور کا فاصلہ بھی تقریباً150 کلومیٹر ہے، 25 نومبر 1775ء کو پرتاپ سنگھ نامی شخص نے سات مسلمانوں شیخ الٰہی بخش، نبی بخش اور ہوش دار خاں وغیرہ کے ساتھ مل کر الور اور اس سے متصل کئی علاقوں پر مشتمل ریاست الور کی بنیاد رکھی جو 15 مئی 1949ء تک قائم رہی۔(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 3/203، حیات کرم حسین، 125)الور سیاحت کے نقطہ نظر سے ایک اہم جگہ مانی جاتی ہے۔ اس علاقے میں واقع متعدد قلعے، جھیلیں اور کئی قابلِ دید مقامات ہیں، الور شہر کے جنوب میں کوہ اراولی پربت(کالا پہاڑ) ہے، الور شہر اس سے جانب شمال میدانی علاقے پر مشتمل ہے، اس پہاڑ پر ایک اسلامی طرزِ تعمیر میں قلعہ ہے جو کافی قدیم ہے موجودہ عمارت ایک مسلمان حکمران راجہ حسن خاں میواتی نے تعمیر کی تھی۔ 1857ء مطابق 1273ء کی جنگ آزادی کے بعد اہلِ علم وفن کا دہلی میں رہنا مشکل ہو گیا تو دیگر نوابی ریاستوں کی طرح انہوں نے الور کا بھی رخ کیا یہاں کا راجہ شیودان سنگھ ان کا قدردان تھا چنانچہ کئی لوگ یہاں منتقل ہوگئے، اُس زمانے میں الور کو”چھوٹی دہلی“ کہا جاتا تھا۔(حیات کرم حسین، 128)

(02)امام المُحدِّثین حضرت مولانا سیِّد محمد دِیدار علی شاہ مَشہدی نقشبندی قادِری مُحدِّث اَلْوَری رحمۃ اللہ علیہ، جَیِّد عالم، اُستاذُ العُلَما، مفتیِ اسلام تھے۔ آپ اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1273ھ مطابق 1856ھ کو اَلْوَر(راجستھان) ہِند میں پیدا ہوئے اور لاہور میں 22رجب المرجب 1354ھ مطابق 30، اکتوبر 1935ء کو نمازِ عصر کے سجدے میں وصال فرمایا، جامع مسجد حنفیہ محمدی محلہ اندرون دہلی گیٹ لاہور سے متصل جگہ میں تدفین کی گئی۔ دارُالعُلُوم حِزْبُ الْاَحْناف اور فتاویٰ دِیداریہ آپ کی یادگار ہیں۔(فتاویٰ دیداریہ، ص2)

(03)روشن تحریں کتاب میں آپ کا سنِ پیدائش 1255ھ مطابق 1840ء لکھا گیا ہے مگر دیگر حالات زندگی اس کی تائید نہیں کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(04)راجستھان کے لغوی معنی راجاؤں کی جگہ ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے اسے راجپوتانہ بھی کہا جاتا تھا۔ راجستھان بھارت کی ایک شمالی ریاست ہے۔ یہ بلحاظ رقبہ بھارت کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ راجستھان

بھارت کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے، اس کی زیادہ تر سرزمین بنجر اور بے آب و گیاہ(بغیر پانی ودرخت) صحرائے تھار پر مشتمل ہے۔ راجستھان کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر جے پور ہے۔ دیگر اہم شہروں میں الور، جودھ پور، اودھے پور، کوٹہ، بیکانیر اور سوائی مادھوپور ہیں۔ راجستھان کو ایک عظیم شرف یہ حاصل ہے کہ اس کے شہر اجمیر شریف میں سلطان الہند، خواجہ غریب نواز، معین الدین حضرت خواجہ سید حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پرانوار ہے، جس کی زیارت کرنے کے لیے ہند بلکہ دنیا بھر سے سالانہ کروڑوں لوگ آتے اورآپ کے فیوض و برکات سے مالامال ہوتے ہیں، راجستھان میں دنیا کے قدیم ترین پہاڑی سلسلوں میں مشہور سلسلہ کوہ اراولی پربت (کالاپہاڑ) بھی ہے۔ بھرت پور، راجستھان میں پرندوں کے لئے مشہور یونیسکو عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کیولاڈیو نیشنل پارک ہے اور تین نیشنل ٹائیگر ریزور ☆سوائی مادھوپور میں رنتھمبور نیشنل پارک ☆الور سرسکا ٹائیگر ریزور اور ☆کوٹہ میں مکندرہل ٹائیگر ریزروہیں۔

(05)موج پور تحصیل لچھمن گڑھ (ضلع الور، راجستھان ہند) کا ایک گاؤں ہے یہ الور سے 37 کلومیٹر جانب جنوب واقع ہے جبکہ لچھمن گڑھ سے 4کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔

(06)ان کے حالات زندگی نہ مل سکے۔

(07)روشن تحریریں، 132۔

(08)سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص29، تاریخ فرشتہ، 4/795، سوانح حیات خاندان رضویہ برکاتیہ مع شجرہ عالیہ قادریہ اشرفیہ برکاتیہ، ص19۔ حضرت سیدنا سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک کا شجرہ میاں صاحب کے خاندان میں موجود شجرہ کے مطابق ہے جبکہ اس سے آگے کا شجرہ تاریخ فرشتہ میں درج کے شجرے کے مطابق کردیا گیا ہے۔

(09)بلگرام ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع ہردوائی کا ایک اہم شہر ہے۔

(10)فرخ آباد اترپردیش کا ایک ضلع ہے جو لکھنؤ سے 190 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

(11)سیدی ابوالبرکات، 117۔

(12)شہاب الدین محمد شاہ جہاں سلطنتِ مغلیہ کا پانچواں بادشاہ ہے جس نے 1628ء سے 1658ء تک ہند میں حکومت کی۔

(13)تذکرہ اولیائے راجستھان،2/99،روشن تحریریں،132۔

(14)روشن تحریریں133،132۔

(15)بھرت پور راجستھان کا ایک شہر ہے جو الور سے 113 کلومیٹر جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ اس میں پرندوں کے لئے مشہور کیولاڈیو نیشنل پارک ہے۔ یہ ایک نوابی ریاست تھی جس کا آغاز 1826 کو راجہ بدن سنگھ نے کیا تھا اور اس کا اختتام 1947ء کو راجہ بریجنڈر سنگھ کے دورِ حکومت میں ہوا تھا۔

(15)شیخ کمال حضرت میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی رحمۃ اللہ علیہ موضع سوہنہ (ضلع گروگرام، Gurgaon، جو الور دہلی روڈ پر دہلی سے 34 کلو میٹر فاصلے پر ہے) کے باشندے تھے، آپ کا شمار پٹھان قوم کے بااثر لوگوں میں ہوتا تھا، آپ فردِ وقت میاں راج شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے، آپ روزانہ رات کو سوہنہ سے سوندھ کا سفر کر کے مرشد کی زیارت کرتے پھر صبح واپس چلے جاتے، آپ پابندِ شریعت، متبعِ سنت اور فنافی المرشد تھے، مرشد نے آپ کو سب سے پہلے سلسلہ قادریہ راجشاہیہ کی خلافت سے نوازا، آپ سوہنہ سے بھرت پور منتقل ہو گئے، یہاں ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے، آپ نے اپنے مرشد میاں راج شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی وفات پائی، شہر کی فصیل سے باہر متصل گلال کنڈ میں تدفین ہوئی، یہاں کا راجہ آپ سے عقیدت رکھتا تھا، اس نے آپ کا مزار تعمیر کروایا۔(ملت راج شاہی،170،280،271،تذکرہ صوفیائے میوات،566 تا 569،تذکرہ الیائے راجستھان،541)

(16)فردِوقت حضرت میاں راج شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک میواتی خاندان میں 1216ھ مطابق 1799ء اور وصال 8 رمضان 1306ھ مطابق 9 مئی 1889ء کو ہوا، مزار شریف سوندھ شریف، ضلع نوح، ہریانہ (مشرقی پنجاب،ہند) میں ہے۔ آپ پڑھے لکھے نہیں تھے اس کے باوجود علم وعرفان کا مخزن، پابندِ شریعت وسنّت، کثیر الفیض اور صوفیائے میوات میں سب سے زیادہ محترم شخصیت تھے، ان کے حالات پر کتاب ”ملّت راج شاہی“ مطبوع ہے۔(تذکرہ صوفیائے میوات:506،514،539)

(17)قطبِ عالم حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اسماعیل مہمی قادری کی ولادت 1200ھ مطابق 1786ء کو کاہنور ضلع روہتک (مشرقی پنجاب،ہند) میں ہوئی اور جنگِ آزادی 1857ء مطابق 1273ء میں شرکت کی وجہ سے 28جمادی الاخریٰ 1274ھ مطابق 13 فروری 1858ء کو شہید کردیئے گئے، مزار مبارک پیپل کے درخت کے نیچے حصار ریلوے اسٹیشن(مشرقی پنجاب،ہند) میں ہے۔ آپ عالمِ دین، سلسلۂ قادریہ چشتیہ کے شیخ طریقت، حکیم حاذق، اسلامی شاعر اور صاحب تصنیف تھے، ریاض الادویہ اور بیاض حاصل السفریاد گار ہیں۔(تذکرہ صوفیائے میوات، 500تا510)

(18)خواجہ مجاہد حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی قادری کی ولادت 1163ھ مطابق 1750ء میں ہوئی اور 17شوال 1235ھ مطابق 28جولائی 1820ء کو وصال فرمایا، آپ ظاہری وباطنی حسن سے مالامال،عالمِ دین، پیر کامل اور حضرت شاہ بدرالدین اوحد کے فرزندِ دلبند تھے۔مزار شریف قلعہ اندرون روہتک میں ہے۔(ملت راجشاہی،96، 97)

(19)حضرت شاہ بدرالدین اوحد قادری 1119ھ مطابق 1708ء میں پیدا ہوئے اور 26شوال 1205ھ مطابق 28جون 1791ء میں وصال فرمایا، آپ عالمِ دین، جامع مسجد فرخ نگر کے مدرس، سلسلہ قادریہ چشتیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ محلہ رامنگر لکھنؤ(اترپردیش،ہند) میں تکیہ بدرالدین کے نام سے مزار ہے۔(ملت راجشاہی،95، 96)

(20)ناصر الملت والدین حضرت شاہ محمد فاخر الہ آبادی قادری کی ولادت 16 شعبان 1120ھ مطابق 31اکتوبر 1708ء اور وفات 11ذوالحجہ 1164ھ مطابق 31، اکتوبر 1751ء کو وفات پائی، آپ شاہ خوب اللہ الہ آبادی کے فرزند، مادرزاد ولی، عالم باعمل، مدرس درسِ نظامی اور جانشین خانقاہ تھے، مزار سلطان عالمگیر کے قریب اورنگ آباد دکن ہند میں ہے۔(ملت راجشاہی،93، 94)

(21)حضرت شاہ خوب اللہ یحییٰ الہ آبادی قادری کی ولادت 1080ھ مطابق 1670ء کو الہ آباد میں ہوئی اور یہیں جمادی الاولیٰ 1143ھ مطابق 12، نومبر 1730ء کو وصال فرمایا، آپ حضرت شیخ محمد افضل کے بھتیجے، شاگرد، مرید، خلیفہ اور جانشین تھے، آپ عالم باعمل، پیر طریقت اور صاحبِ تقویٰ تھے۔(ملت راجشاہی،96، 93)

www.dawateislami.net

(22)تاجُ العارفین، شیخ محمد افضل الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ربیعُ الاول 1038ھ مطابق ستمبر 1633ء کو سیّد پور (نزد غازی پور، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کُتُب اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ تصانیف میں شرح فصوص الحکم بنام "شَرۡحُ الۡفُصُوۡص عَلٰی وَفۡقِ النُّصُوۡص" بھی ہے۔ آپ کا وصال 18 ذوالحجہ 1124ھ مطابق 29 اکتوبر 1628ء کو ہوا، مزار مبارک دائرہ شاہ اجمل شہر الٰہ آباد (یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ علماء ومشائخِ پاکستان وہند، 2/974، تذکرہ علمائے ہند، ص417)

(23)سیّد الاولیاء حضرت سَیّد محمد کالپوی ترِمذی قادِری کی ولادت 1006ھ مطابق 1597ء میں ہوئی اور وصال 26 شعبان 1071ھ مطابق 26، اپریل 1661ء کو کالپی (یوپی) ہند میں ہوا۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت، عالمِ باعمل، خانقاہ محمدیہ کالپویہ کے بانی اور کئی کُتُب کے مصنف ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، 314 تا 322)

(24)ملت راج شاہی، 370 تا 372۔

(25)پیر طریقت حضرت خواجہ مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی رضوی صاحب کی ولادت تقریباً 1305ھ مطابق 1888ء کو الور (راجستھان، ہند) کے محلے نواب پورہ میں ہوئی اور وصال حیدرآباد سندھ میں 23 ذوالحجہ 1373ھ مطابق 3 ستمبر 1953ء کو ہوا، تدفین حیدرآباد کے قدیمی ٹنڈو یوسف قبرستان میں کی گئی، بعد میں مزار شریف کی تعمیر ہوئی جس کا سفید مینار دور سے نظر آتا ہے، آپ عالم باعمل، سلسلہ قادریہ حامدیہ چشتیہ اشرفیہ کے شیخ طریقت اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ شارح بخاری، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت مولانا شاہ سید مبارک علی شاہ صاحب الوری جو اپنے وقت کے باکمال بزرگ تھے، نہایت عابد و زاہد، متقی، پرہیزگار، صاحب کرامت شخصیت تھے، رات دن عبادت وریاضت میں گزار دیتے، ریاست الور میں آپ کے دولت کدہ پر مشائخ وفقراء اور مجذوبوں کا ہجوم رہتا تھا، دوردور سے حاجت مند آتے اوراپنی مشکلات کا روحانی علاج کرواتے تھے۔ (سیدی ابوالبرکات، 118، 119، تذکرۂ مبارک، 12، 13)

(26)روشن تحریریں، 134۔

www.dawateislami.net

(27) کلیر شریف ہند کی شمالی ریاست اتراکھنڈ کے ضلع ہردوار کا ایک قصبہ ہے جسے ہند کے بادشاہ ابراہیم لودھی نے بنایا تھا، یہ روڑکی شہر سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بانی حضرت صابر پاک سید علاؤالدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں وصال فرمایا، یہاں آپ کا مزار دریائے گنگا کے کنارے مرجعِ خلائق ہے، 16 ربیع الاول کو یہاں عرس ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے مسلمان شرکت کرتے ہیں۔

(28) حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی حضرت خواجہ خدا بخش صابری کے مرید و خلیفہ تھے، آپ مہونہ (ضلع لکھنؤ یوپی ہند) سے لکھنؤ منتقل ہوگئے تھے، لکھنؤ کے علاقے یحییٰ گنج میں 24 سال رشد وہدایت کا کام کرتے رہے، 1288ھ مطابق 1871ء کو وصال فرمایا، ترکِ دنیا اور توکل میں مشہور تھے، تفصیلی حالات کتاب چشمۂ رحمن میں ہیں۔ (نورالرحمن، 136)

(29) شیخ التصوف حضرت مولانا علامہ سید محمد علی رضوی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی لیکن میاں صاحب کے سلسلۂ طریقت کا جو شجرہ خاندان عالیہ چشتیہ صابریہ میں پڑھا جاتا ہے اس میں واضح طور پر خواجہ غلام رسول لکھنوی کا ذکر موجود نہیں ہے، غالباً میاں صاحب قبلہ نے ابتدا میں خواجہ غلام رسول لکھنوی کی صحبت پائی، پھر ان کے ذریعے ان کے مرشد حضرت خواجہ خدا بخش لکھنوی سے خلافت کی سعادت پائی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(30) حضرت خواجہ خدا بخش کی ولادت مہونہ (لکھنؤ، یوپی ہند) میں ہوئی اور یہی وصال فرمایا، آپ حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمن لکھنوی کے مرید، اعلیٰ پائے کے بزرگ، غنائے دل کی دولت سے مالامال، صاحب ریاضت و مجاہد، یادگارِ اسلاف اور معرفت کا خزینہ تھے۔ (نورالرحمن، 114 تا 116)

(31) مقبول النبی، صوفی باصفا حضرت مولانا خواجہ شاہ عبدالرحمٰن وجودی لکھنوی کی ولادت 1161ھ مطابق 1748ء کو موضع کوٹ مخدوم عبدالحکیم (نزد مارکپور ضلع گھوٹکی، سندھ) میں ہوئی اور 6 ذیقعدہ 1245ھ مطابق 29 اپریل 1830ء کو لکھنؤ میں وصال فرمایا، آپ عالم کبیر، تلمیذ بحر العلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی، صاحب تصانیف اور مشہور زمانہ ولی اللہ تھے، وحدۃ الوجود کے موضوع پر آپ کا رسالہ "کلمۃ الحق" آپ کی شہرت کا سبب ہے، اس کے کچھ مندرجات کا جواب قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" میں دیا

ہے۔ آپ کی مناقب پر مولانا نوراللہ صاحب نے فارسی میں "انوار الرحمان لتنویر الجنان "کتاب لکھی جس کا ترجمہ و تلخیص مولانا نورالرحمن مرادآبادی نے نورالرحمن کے نام سے کی ہے۔ مولانا عبدالرحمن لکھنوی صاحب کے ایک مرید و خلیفہ حضرت شاہ اہل اللہ گنج مرادآبادی بھی تھے، جنہوں نے آخری عمر میں آپ سے اولاد کی دعا کی التجا کی، آپ نے بچے کی بشارت دی اور فرمایا اس کا نام فضلِ رحمٰن رکھنا، بشارت کے مطابق ان کے بیٹے کی ولادت ہوئی جنہیں لوگ شیخ المشائخ، مرشد علماو مشائخ حضرت علامہ شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی کے نام والقابات سے جانتے ہیں۔ (نزھۃ الخواطر 7/281، انوار علمائے اہل سنت سندھ، 408، نورالرحمن، 101، 7)

(32) عارف باللہ حضرت خواجہ شاہ نورالہدیٰ منگلوری اپنے والد حضرت خواجہ مفتی سلیم الدین منگلوری کے فرزند، مرید اور خلیفہ ہیں، آپ کی وفات 1232ھ مطابق 1817ء کو منگلور ضلع سہارن پور، اترپردیش ہند میں ہوئی۔ (کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ، 703)

(33) حضرت خواجہ مفتی محمد سلیم الدین منگلوری سلسلہ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت، حضرت خواجہ محمد یوسف سامانہی کے مرید و خلیفہ اور علم و عرفان کے جامع تھے۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/153)

(34) حضرت خواجہ محمد یوسف سامانہی کا تعلق کوہستان (خیبر پختون خواہ) سے ہے، آپ حضرت بندگی خواجہ محمد صادق گنگوہی کے مرید اوران کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد ابراہیم مرادآبادی کے خلیفہ تھے، آپ جامع الحسنات، منبع فیوض وبرکات اور کثیر الفیض تھے، آپ کا وصال گیارہویں صدی ہجری میں ہوا، مزار مبارک انبالہ (Ambala، مشرقی پنجاب، ہند) شہر سے 31 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع قصبہ سمانہ (Samana) میں ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/153، شجرات قادریہ، شاریہ مبارکیہ، 4)

(34) حضرت خواجہ محمد ابراہیم خان مرادآبادی درہ (خیبر پختون خواہ) کے رہنے والے تھے، عرصہ دراز تک حضرت خواجہ آدم بنوری کی صحبت میں رہے، پھر حضرت خواجہ محمد صادق گنگوہی سے بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے، آپ نے مرادآباد میں رشد وہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا اور یہیں 1097ھ مطابق 1685ء وفات پائی۔ بعض نے آپ کو خواجہ ابوسعید کا مرید کہا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/137، تحفۃ الابرار، 423)

www.dawateislami.net

(35)حضرت خواجہ محمد صادق گنگوہی کی ولادت 17ربیع الاخر987ھ مطابق 13جون1579ء اور وفات 19محرم 1053ھ مطابق 9اپریل1643ء کو ہوئی ، مزار گنگوہ شریف ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب ہند)میں ہے، آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ، عبادت وریاضت اورزاہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔(حقیقت گلزار صابری،541)

(36)حضرت خواجہ ابوسعید قطب عالم خواجہ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے اور حضرت جلال الدین تھانیسری کے نواسے تھے، آپ کی ولادت 14 شعبان 959ھ مطابق 5اگست 1552ءاوروصال یکم ربیع الاخر 1043ھ مطابق 5، اکتوبر 1633ء کو گنگوہ (ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوا، یہیں مزار ہے، آپ علم وعرفان کے جامع، ولی کامل اور کثیر الفیض تھے، مغلیہ بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر آپ کا مرید تھا۔(حقیقت گلزار صابری،540)

(37) شجرات قادریہ نثاریہ مبارکیہ رضویہ اشرفیہ،3تا5۔

(38)کُنجَلی بَن نجیب آباد(اترپردیش ہند) کے مضافات میں واقع جنگل تھاجواُس وقت انتہائی گھنااور ہر طرح کے درندوں سے بھرا ہوا تھا۔اس جنگل کی ایک حد نیپال اور چین کو چھوتی تھی۔

(39)روشن تحریریں،135۔

(40)حضرت خواجہ سیّد نجف علی شاہ صاحب خواجہ پیر نثار علی شاہ صاحب کے بھائی، عالم دین اور صوفی باصفا تھے، امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری آپ ہی کے فرزندِ دلبند تھے۔

(41)روشن تحریریں،135۔

(42)مختلف ادوار میں میوات کے علاقے کا حدودِ اربعہ بدلتا رہا ہے اس وقت علاقہ میوات جسے کہا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے:☆ریاست راجستھان: الور، لچھمن گڑھ، تجارہ، رام گڑھ، کشن گڑھ، گوبند گڑھ، کٹھومر کا کچھ حصہ، بھرت پور، کامس، پہاڑی اور نگر کا کچھ حصہ ☆ریاست ہریانہ: سوہنا، نوح، فیروز پور، جھرکا، بلب گڑھ کا مغربی حصہ ☆ریاست اترپردیش: چھانہ ضلع متھرا کے مغربی دیہات۔(میو قوم اور میوات،34وغیرہ)

(43)روشن تحریریں،136۔

(44)مرقع الور،57۔

www.dawateislami.net

(45)استاذالعلماء مولانا سیّد ضامن علی زیدی صاحب الور کے مشہور عالم دین، استاذالعلماء، اسلامی شاعر اور خلیفہ حضرت میاں صاحب تھے، آپ کا تخلص مفتون تھا، صاحبزادہ سید شبیر حسین اختر زیدی الور کے مشہور شاعر ان کے صاحبزادے اور سندھ کے معروف شاعر مقبول الوری (وفات:27فروری1989ء)علامہ ضامن علی زیدی صاحب کے پوتے تھے۔(حیات کرم حسین،130،روشن تحریریں،50)

(46)حافظ عبد العزیز، نواب جہاں داد خاں اور نواب عبدالرحیم کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔

(47)داداجی میاں صاحب حضرت علامہ سید مبارک شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ایک سادات گھرانے میں 897ھ مطابق 1491ء میں ہوئی اور وصال 22 محرم 987ھ مطابق 21مارچ1579ء کو نوے سال کی عمر میں الور میں فرمایا۔ آپ کو شہر سے باہر ایک پرسکون مقام میں دفن کیا گیا، بعد میں جہانگیر بادشاہ نے آپ کا عالیشان مزار تعمیر کروایا تھا، آپ بہترین عالم دین، محدث وفقیہ، صاحب کرامت ولی اللہ اور کثیر الفیض تھے۔ اس لیے لوگوں کا آپ کی طرف بہت رجوع تھا۔ آپ صاحبِ کمال بزرگ تھے، آپ کی ذات میں سخاوت اور ایثار پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مخلوقِ خدا پر بے دریغ مال خرچ کیا کرتے تھے، حاجت مندوں کی مدد کرتے، اُمرا بھی خالی ہاتھ نہ جاتے۔(سیدی ابوالبرکات،118، نزہۃ الخواطر،4/251،روشن تحریریں،130، مستفاد، منتخب التواریخ،623)

(48)مرقع انور،56،57۔

(49)روشن تحریریں،136،137، تجلیات مرشد،88۔

(50)منشی شاہ رحیم اللہ دہلوی بلند پایہ بزرگ، مرید و خلیفہ مفتی شاہ محمد مسعود مجددی دہلوی، بہترین خطاط اور فارسی اداشناس تھے، خط نسخ میں اچھا لکھتے تھے مگر نستعلیق میں بڑا کمال حاصل تھا، زندگی کا اکثر حصہ الور میں گزارا، غالباً یہیں وفات ہوئی، کچھ عرصہ ریاست میں ملازمت کی، طلبہ کو خوشنویسی سکھایا کرتے تھے، منشی صاحب کی خطاطی کے نمونے پاک وہند کے کئی عجائب خانوں میں موجود ہیں، رکن الملت والدین حضرت مولانا شاہ رکن الدین الوری آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔(فتاویٰ مسعودیہ،53،54،رکن دین،15)

(51) حضرت مولانا حافظ عبد الغفور الوری عالم دین اور مرید و خلیفہ شیخ طریقت مفتی محمد مسعود دہلوی تھے، حفظ القرآن کے بہترین مدرس تھے، مفسر قرآن علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری الوری صاحب نے آپ سے کلام پاک حفظ کیا۔ (فتاویٰ مسعودیہ، 57، تذکرہ اکابر اہل سنت، ۴۲۲)

(52) استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی ثم الوری قصبہ رٹول (Rataul ضلع باگپت، اتر پردیش ہند) کے باشندے تھے، یہ قرأتِ سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع کے بہترین قاری تھے، ان کی پہلی سند قرأت اس طرح ہے: قاری قادر علی الوری، قاری قادر بخش پانی پتی (قاری عبد الرحمن پانی پتی کے چچا)، قاری مصلح الدین پانی پتی، قاری شیخ عبید اللہ مدنی (مدینہ شریف)، اور دوسری سند قرأت یوں بیان کی گئی ہے: قاری قادر علی الوری، قاری قادر بخش پانی پتی، قاری عبد المجید المعروف صوبہ ہند، حافظ غلام مصطفی، مولانا محمد گجراتی، حافظ عبد الغفور دہلوی، شیخ عبد الخالق، شیخ محمد بقری، شیخ عبد الرحمن یمنی۔ قاری قادر علی الوری صاحب سے بے شمار علما نے استفادہ کیا جن میں سے مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب اور آپ کے دونوں بیٹے حضرت شاہ ابو الحسنات رضوی اور حضرت شاہ ابو البرکات رضوی بھی شامل ہیں۔ (مقدمہ تفسیر میزان الادیان، 80) بعض کتابوں میں آپ کا نام قاری قادر بخش الوری لکھا ہے، معاصر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے کوئی قاری صاحب الور میں نہیں تھے البتہ قاری قادر علی رٹولوی صاحب کے استاذ صاحب کا نام قاری قادر بخش پانی پتی ہے جو مشہور قاری عبد الرحمن پانی پتی صاحب کے چچا اور استاذ ہیں۔

(53) حکیم سیّد وزیر علی شیدا اکبر آبادی سینئر طبیب اور شاعر تھے، ان کا علاج حیرت انگیز ہوتا تھا، مایوس لوگ ان کے علاج سے شفا پاتے تھے، ریاست کے راجہ نے انہیں ریاستی طبیب مقرر کیا تھا، آپ نے 1855ء کو مرآۃ الہند (تذکرۂ مشاہیر دہلی، لکھنؤ، بریلی وغیرہ) کتاب لکھی جو ایک سال بعد 1856ء میں شائع ہوئے، آپ بہترین شاعر بھی تھے، یہ میاں صاحب کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی صاحب کے جد امجد تھے، آپ بلگرام سے دہلی اور دہلی سے الور تشریف لائے تھے۔ (مرجع الور، 146، حیات کرم حسین، 130، تذکرۂ مبارک، ۱۶،۱۷)

(54) حضرت خواجہ حافظ سید عابد علی شاہ قادری چشتی الوری رحمۃ اللہ علیہ الور کے مشہور بزرگ ہیں، آپ حضرت شاہ ولایت امروہی سہروردی کے خاندان سے تھے جو حسنی حسینی سید ہیں، حافظ صاحب کی ولادت 29 رمضان 1298ھ مطابق 25 اگست 1881ء کو مراد آباد (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ نے حافظ محمد انور شاہ

مرادآبادی (مرید وخلیفہ پیرجی میاں) سے حفظ قرآن کی سعادت پائی پھر حصول علم دین کے بعد پیرجی میاں احمد شاہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر 3 صفر 1316ھ کو بیعت ہوئے اور 27 شعبان 1322ھ کو 24 سال کی عمر میں خلافت سے نوازے گئے، پیرجی میاں صاحب کے حکم سے 2 رمضان 1322ھ مطابق 10 نومبر 1904ء کو الور تشریف لائے اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا، آپ کا قیام دو سال چنبیلی باغ (بیرون دروازہ مالا کھیڑا، دامن کوہ الور) میں رہا، آپ عموماً نماز جمعہ مسجد دائرہ میں ادا فرماتے تھے کیونکہ یہ مسجد آپ کے قریب تھی، نماز سے فراغت کے بعد آپ میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ صاحب سے ملاقات کرتے اور باہم علم وعرفان پر مبنی گفتگو ہوتی۔ 1323ھ مطابق 1905ء میں بحکم مرشد آپ اپنے چھوٹے بھائی حافظ سید واحد علی شاہ الوری کو بھی یہاں لے آئے، تقریباً دو سال آپ کا قیام خواص کنہیالال جی باغیچی میں رہا، صرف 28 سال کی عمر میں آپ نے 29 رمضان 1326ھ مطابق 25 اکتوبر 1908ء کو وصال فرمایا، آپ کی تدفین خانقاہ قادریہ موضع مونگسکہ نزد الور ریلوے اسٹیشن میں ہوئی، جس پر عالیشان مزار کی تعمیر کی گئی، آپ کا یوم عرس گیارہ شوال ہے۔ (تجلیات مرشد المعروف بہ سوانح امام انام حضرت سیدنا عابد علی الوری، 20، 23، 24، 32، 88، 110، 109، 134، تذکرہ صوفیائے میوات، 571 تا 578، تذکرہ کاملان رامپور، 20 تا 22، روشن تحریریں، 137)

(55) خواجہ سید احمد مدنی الوری صاحب سادات کے عظیم خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، ان کے والد حضرت مولانا سید نور محمد مدنی شاہ نقشبندی شیخ المشائخ علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی کے خلیفہ اور الور کی ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، ان کا وصال 28 رجب 1316ھ مطابق 12 دسمبر 1898ء کو ہوا، آپ کو ہسپتال سے متصل ریلوے روڈ پر دفن کیا گیا اور بعد میں خوبصورت مزار تعمیر کیا گیا، مولانا مفتی شاہ عبد الرحیم منڈاوری الوری صاحب (تلمیذ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ) ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جبکہ مولانا محبوب لعل شاہ سید نور محمد مدنی شاہ صاحب کے خلیفہ تھے، مدنی شاہ صاحب کے ایک اور خلیفہ سید اعجاز حسین شاہ نے آپ کی تعلیمات، ملفوظات اور حالات پر مشتمل رسائل بنام مجموعہ رسائل رحمانی مطبع نامی کانپور محمد رحمت اللہ سے 1320ھ مطابق 1903ء میں شائع کروائے۔ (حیات کرم حسین، 166، 312)

(56) قاری عباداللہ انصاری الوری، بہترین قاری تھے، یہ الور کے مشہور قاری مولانا قادر علی رٹولوی الوری کے شاگرد تھے، امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب نے ابتدائی عمر میں ان سے بھی قرآن مجید پڑھا تھا۔ (مقدمہ تفسیر میزان الادیان، 80)

(57) حضرت مولانا صوفی سید انور علی شاہ الوری میاں صاحب کے خلیفہ و جانشین حضرت مولانا سید مبارک علی رضوی کے فرزند، عالم دین اور صوفی باصفا تھے، ان کی وفات 30 جمادی الاخری 1415ھ مطابق 3 دسمبر 1994ء حیدرآباد سندھ میں ہوئی، مزار احاطہ مزار حضرت سیدنا گل شاہ غازی میں ہے۔ ان کے تین بیٹے ہیں: ☆حضرت مولانا صاحبزادہ سید اشرف علی شاہ رضوی حسنی ☆صاحبزادہ سید افسر علی شاہ رضوی حسنی ☆صاحبزادہ سید نجف علی شاہ رضوی حسنی۔ (روشن تحریریں، 52، سید ابوالبرکات، 175)

(58) حضرت خواجہ مفتی سید زین العابدین الوری امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کے شاگرد، مدرسہ قوت الاسلام الور کے مدرس اور مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری الوری صاحب اور خلیفہ و جانشین میاں صاحب مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی رحمۃ اللہ علیہما کے استاذ ہیں۔ (تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، 319، تذکرہ اکابر اہل سنت، 142، تذکرہ مبارک، 17)

(59) جامع مسجد الور کو الور کے بادشاہ ترسون محمد خان میواتی نے 969ھ مطابق 1562ء میں تعمیر کروایا۔ (مرقع الور، 50)

(60) قاری عبد السلام دہلوی الوری، الور میں درزیوں کی مسجد کے پاس رہتے تھے جبکہ مولانا حاجی وزیر محمد الوری صاحب جامع مسجد الور کے خطیب تھے۔ (تجلیات مرشد، 117، روشن تحریں، 137) اس کے علاوہ معلومات نہیں ملیں۔

(61) روشن تحریریں، 137۔

(62) سیدی ابوالبرکات، 117، 118۔

(63) روشن تحریریں، 135۔

(64) سیدی ابوالبرکات، 117، روشن تحریریں، 139۔

(65)منشی میر عموجان دہلوی مرد سنجیدہ، کار گزار، آزمودہ کار، اپنے وقت کے وحید و فرید روز گار تھے، آپ دہلی کے رہنے والے تھے، ریاست الور کے راجہ نے آپ کو1254ھ مطابق1838ء کو دہلی سے بلا کر عہدۂ دیوانی پر مقرر کیا، کچھ ہی عرصے میں ریاست کے خالی خزانے کو بھر دیا، عرصہ دراز تک اس عہدے پر فائز رہے، ریاست میں یہ کافی مؤثر شخصیت کے مالک تھے، الور میں منشی عموجان باغ انہوں نے ہی لگوایا تھا، کئی کتب میں ان کا نام منشی اموجان لکھا ہے۔(مرقع الور، 143، 146، 147)

(66)ان کا ذکر وتعارف "موج پور سے الور منتقلی" عنوان کے تحت ہوا ہے۔

(67)قاضی فیاض الدین منڈاوری فقیر دوست انسان تھے، آپ مفتیٔ ریاست الور قاضی مفتی عبد الرحیم منڈاوری صاحب کے بھائی اور حضرت مولانا بہاء الدین امروہی نقشبندی صاحب کے مرید تھے، آپ قصبہ منڈاور (ضلع دوسا، راجستھان) کے رہنے والے تھے جو الور سے جانب جنوب مشرق 68 کلومیٹر واقع ہے۔(تجلیات مرشد، 66، تذکرۂ صوفیائے میوات، 575، حیات کرم حسین، 130)

(68)روشن تحریریں، 138، 137۔

(69)روشن تحریریں، 138۔

(70)خواجہ اللہ بخش تونسوی کی ولادت ماہ ذوالحجہ 1241ھ مطابق 1826ء میں تونسہ شریف میں ہوئی اور یہیں 29 جمادی الاول 1319ھ مطابق 13 ستمبر 1901ء کو وفات پائی، آپ علم شریعت وطریقت کے جامع، آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین اور حسن اخلاق کے پیکر تھے، آپ کے فیضان سے ایک زمانہ سیر اب ہوا، مشائخ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ نے 1854ء میں اجمیر، لکشمن گڑھ، جے پور، راجپوتانہ اور دہلی کا سفر کیا، غالباً اسی سفر میں ان کی ملاقات حضرت پیر سید نثار علی شاہ الوری سے لکشمن گڑھ میں ہوئی، اس کے بعد ان دونوں بزرگوں کا بذریعہ خط وخطابت رابطہ رہا۔(تذکرہ اکابر اہلسنت، 72تا75)

(71)فقیہ الہند حضرت مفتی رحیم بخش محمد مسعود مجددی فاروقی دہلوی کی ولادت دہلی کے علمی گھرانے میں 1250ھ مطابق1834ء کو ہوئی اور یہیں10 رجب1309ھ مطابق1892ء کو وصال فرمایا، مزار درگاہ خواجہ باقی باللہ میں مسجد کے شمالی جانب ایک احاطے میں ہے۔ آپ عالم دین، مفتی وقت، امام وخطیب ومفتی جامع مسجد فتحپوری

www.dawateislami.net

و دارالافتاء دہلی، مرید و خلیفہ سید امام علی شاہ مجددی (مکان شریف، مشرقی پنجاب ہند)، بانی دارالافتاومدرسہ جامع الاسلامیہ دہلی اور صاحب تصنیف تھے۔(فتاویٰ مسعودیہ،19،42تا47)

(72)حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی کی ولادت 1255ھ مطابق 1840ء موضع پکھو کی (ضلع گورد اسپور، مشرقی پنجاب) میں ہوئی اور 4ربیع الاول 1315ھ مطابق 3، اگست 1897ء کو انبالہ (مشرقی پنجاب) میں وفات پائی، آپ مادرزادولی، سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ، امی ہونے کے باوجود علم لدنی اور معرفت کے خزینے تھے۔(ذکر خیر صحیفہ محبوب،17،174،243)

(73)اس سے مراد کون سی شخصیت تھیں، معلوم نہ ہوسکا۔

(74)حضرت خواجہ سید احمد علی جمال شاہ کمبل پوش نظامی خاندانِ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا کے چشم و چراغ اور سجادہ نشین تھے، آپ سالک نما مجذوب صاحبِ معارف تھے، حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ رضوی حسنی کے داماد ہیں۔صوفی شاعر حضرت مولانا عبدالشکور نظامی کمبل پوش اکبر آبادی ثم حیدرآبادی(وفات:14ربیع الاخر 1395ھ مطابق 26،اپریل1975ء، مدفون حیدرآباد، سندھ پاکستان) آپ کے ہی خلیفہ ہیں۔(انوار علمائے اہلسنت سندھ،547)

(75)حضرت ننھامیاں قادری راجشاہی صاحب فردوقت میاں راج شاہ قادری صاحب کے نواسے تھے۔ (روشن تحریریں،140)

(76)روشن تحریریں،140۔

(77)مدرسہ علوم اسلامیہ المعروف دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی ایک قدیم اور دینی تعلیم کی معیاری درسگاہ ہے۔یہ امام ابوحنیفہ کی نسبت نعمانیہ کہلاتا ہے، موجودہ عمارت بالمقابل ٹبی تھانہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں ہے، اس کا آغاز1306ھ /1888ء کو مسجد بوکن خان موچی گیٹ میں ہوا، اس کا عربی حصہ 13 شوال 1314ھ / 17مارچ 1897ء کو بادشاہی مسجد میں منتقل کیا گیا، جب اندرون ٹکسالی گیٹ میں دارالعلوم نعمانیہ کا دارالاقامہ تعمیر ہوگیا تو اس کے پانچ سال بعد اس کا عربی حصہ بادشاہی مسجد سے یہاں منتقل ہوگیا، اس کے 43ویں جلسے کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے شعبان1349ھ / دسمبر 1930ء تک اس سے چارہزاردوسوتین(4203) علمافارغ التحصیل ہوچکے تھے۔(امام احمد رضا اور علمائے لاہور،26، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور306،73)

(78)روشن تحریریں،139۔

(79)حضرت مولانا خواجہ سید مبارک علی رضوی صاحب کا تعارف حاشیہ 26 میں ملاحظہ کیجئے۔

(80)استاذ العلما مولانا سید ضامن علی زیدی صاحب کا تعارف حاشیہ 47 میں دیکھئے۔

(81)یہ الور کی علمی شخصیت اور حضرت میاں صاحب کے خلیفہ تھے ،ابتدائے جوانی میں ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے جو معمولات اہل سنت بالخصوص میلاد و قیام سے اتفاق نہیں رکھتے ،پھر انہیں1300ھ میں خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا،اپنا خواب امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: بھائی تم بڑے قسمت والے ہو، شکرِ خدا بجالاؤ کہ اللہ نے تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا اور (محفلِ میلاد میں) قیامِ تعظیمی کے استحباب اور محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے پر خدا رسول دونوں کی شہادت مل گئی۔" مزید بھی گفتگو فرمائی یہ سن کر مرزا صاحب نے توبہ کی اور معمولاتِ اہلسنت کے پابند ہوگئے جہاں تک حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ صاحب نے سلاسل قادریہ اور چشتیہ میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ ایک فارسی اور اردو کتب کے اچھے مدرس تھے، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری الوری صاحب نے آپ سے اردو و فارسی کتب پڑھی ہیں۔ (روشن تحریریں،140،رسول الکلام فی بیان المولد والقیام، 158، تذکرہ اکابر اہل سنت،422)

(81)حضرت مولانا قاضی فضل الرحمن قادری تا حافظ عبد العزیز ناظر جی کے حالات نہ مل سکے۔

(82)مفسرِ قرآن حضرت علامہ سیّد شاہ ابوالحَسَنات محمد احمد قادِری اَشْرَفی 1314ھ الور (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سیّد علی ہَجْوِیری کے قرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعظ، مسلمانوں کے مُتحرِّک رہنما اور کئی کتب کے مُصنّف تھے۔ تصانیف میں تفسیرُ الحَسَنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص442، تفسیر الحسنات، 1/46)

(83)مجاہدِ تحریکِ عقیدۂ ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد علی رضوی حسنی الوری کی پیدائش 1332ھ مطابق 1914ء کو الور میں ہوئی، شعبان المعظم 1356ھ مطابق اکتوبر 1937ء کو دار العلوم حزب الاحناف سے فارغ

www.dawateislami.net

التحصیل ہوئے، 1947ء تک دہلی کینٹ کی مسجد کے خطیب رہے، جزوی طور پر تدریس بھی کی، قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آکر ہربنس پور کی مسجد میں امامت وخطابت کی، اس کے بعد حیدرآباد آگئے، یہاں آکر محلہ پنجرہ پول میں نور مسجد اور مدرسہ برکات اسلام کی بنیاد رکھی، اسکول میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض بھی ادا کرتے رہے، 1970ء میں قومی اسمبلی کے ممبر بنائے گئے، ختم نبوت بل پاس کرانے میں آپ کا بھی اہم کردار رہا، 1990ء میں مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد (بالمقابل ہوم اسٹیڈ ہال) میں شیخ التصوف مقرر ہوئے، دس سال اس منصب پر فائز رہے، آپ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب کے مرید وخلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ، شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، والد گرامی مولانا سید مبارک علی شاہ قادری چشتی، علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد رضوی اور شہزادۂ غوث الوریٰ حضرت سید طاہر علاؤ الدین گیلانی سے بھی خلافت حاصل تھی، آپ نے 11 جمادی الاخریٰ 1429ھ مطابق 16 جون 2008ء کو حیدرآباد میں وصال فرمایا اور درگاہ حضرت عبد الوہاب شاہ جیلانی حیدرآباد میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔ (روشن تحریریں، 52 تا 64، 32، 5)

(84) روشن تحریریں، 140۔

(85) سیدی ابو البرکات، 119۔

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیتِ ثواب سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ" **مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے**۔"اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی انعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

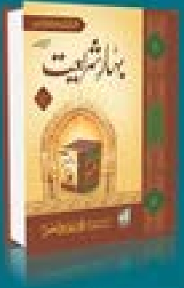

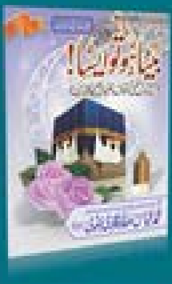
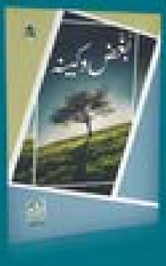
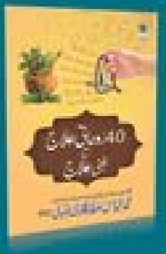

شب و روز
For More Updates
news.dawateislami.net